روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ بدھ ۶۔ رجب ۱۴۱۱ھ، ۲۳۔ صلح ۱۳۷۰ہش، ۲۳۔ جنوری ۱۹۹۱ء نمبر ۲۰

حمد کرنے میں کائنات کی ہر چیز شامل ہے

"حمد کرنے میں کائنات کی ہر چیز شامل ہے۔ صرف جانداروں کا ہی ذکر نہیں فرمایا گیا بلکہ ہر وہ چیز جو آسمانوں میں یا زمین میں ظاہر یا مخفی طور پر موجود ہے۔ وہ سب خدا تعالیٰ کی حمد کر رہی ہوتی ہے۔ فرمایا: لیکن تم اس کو سمجھتے نہیں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ بات بھی خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر بات میں منافع ہوتا ہے۔ دنیا میں دیکھ لو۔ اعلیٰ درجہ کی نباتات سے لے کر کیڑوں اور چوہوں تک بھی کوئی چیز ایسی نہیں، جو انسان کے لئے منفعت اور فائدے سے خالی ہو۔ یہ تمام اشیاء خواہ وہ ارضی ہیں یا سماوی اللہ تعالےٰ کی صفات کے اظلال اور آثار ہیں اور جب صفات میں نفع ہی نفع ہے تو تبلاؤ کہ ذات میں کس قدر نفع اور سُود ہوگا۔ اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جیسے ان اشیاء سے کسی وقت نقصان اٹھاتے ہیں، تو اپنی غلطی اور نافہمی کی وجہ سے۔ اس لئے نہیں کہ نفس الامر میں ان اشیاء میں مضرت ہی ہے۔ نہیں۔ بلکہ اپنی غلطی اور خطاکاری سے۔ اسی طرح پر ہم اللہ تعالےٰ کی بعض صفات کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف اور مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ورنہ خدا تعالےٰ تو ہمہ رحم اور کرم ہے۔ دنیا میں تکلیف اٹھانے اور رنج پانے کا یہی راز ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں اپنی سُوءِ فہم اور قصورِ علم کی وجہ سے مبتلائے مصائب ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید صہ ۶۹)

تم متوجہ الی اللہ رہو اور یک جہتی حاصل کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو

"یہ کتاب تمہارے لئے ہلاکت نہیں بلکہ ہدایت ہے ایمان لاؤ۔ نمازیں ٹھیک کرو۔ اللہ کی راہ میں دو۔ منافق نہ بنو۔ خدا کے تم پر بہت سے احسان ہیں۔ اگر وہ ناراض ہوگا تو پھر تمہارا نہ کوئی سفارشی ہوگا نہ ناصر و مددگار۔ نہ جرمانہ دے کر چھوٹ سکو گے۔ پھر فرماتا ہے بہت سے لوگ ہیں جن پر ہم انعام کرتے ہیں۔ مگر وہ اپنی بد عملیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو بارگاہِ ایزدی سے بہت دُور لے جاتے ہیں۔ یہ بیان کر کے ایک اور گروہ کا ذکر کیا جو اللہ کا بڑا فرمانبردار ہے اس ضمن میں جناب الٰہی نے فرمایا کہ تم متوجہ الی اللہ رہو۔ یک جہتی حاصل کرو۔ پھر حج کے احکام۔ روزے کے احکام۔ گھر کے معاملات کے متعلق ضروری مسئلے بتاتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف متوجہ کیا۔ لین دین کے مسائل بیان کئے۔ بیاج و سود سے منع کیا۔ پھر فرمایا تم سمجھتے بھی ہو۔ زمین و آسمان میں ہماری سلطنت ہے۔ تم ہماری شریعت کی خلاف ورزی کر کے سُکھ نہیں پا سکتے۔ دیکھو ہم جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے خوب جانتے ہیں اور اس کا حساب تم سے لیں گے۔ بہت سے لوگ ہیں جن کو روپیہ مل جائے تو وہ تیس مار خاں بن بیٹھتے ہیں انکو واضح رہے کہ حساب ہوگا اور ضرور ہوگا۔

ذرا تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو۔ کہ اٹھارہ برس کے بعد ہی سے سہی آج تک اپنے نفس کے عیش و آرام کے لئے کس قدر کوشش کی ہیں اور اپنی بیوی بچوں کے لئے کیسی کیسی مصائب جھیلی ہیں اور خدا کو کہاں تک راضی کیا۔ سوچو۔ اپنے ذاتی اور دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے کتنی کوششیں کرتے ہو اور اس کے مقابلہ میں الٰہی احکام کی نگہداشت کس حد تک کرتے ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰۔ جون ۱۹۱۳ء)

خاندان حضرت بانیٔ سلسلہ میں شادی کی بابرکت تقریب

عزیزم مکرم مرزا کلیم احمد صاحب ابن محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب و محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ از قادیان کی شادی ہمراہ عزیزہ مکرمہ فرحانہ فوزیہ صاحبہ بنت محترم سید سید احمد ناصر و محترمہ صاحبزادی ریحانہ باسمہ صاحبہ، ۲۰۔ جنوری ۱۹۹۱ء کو انجام پائی۔ اس جوڑے کا نکاح سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال لندن میں پڑھا تھا۔

تقریب رخصتانہ ۲۰۔ جنوری کو بعد عصر منعقد ہوئی۔ بارات حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ کے گھر سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی قیادت میں روانہ ہو کر حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کے گھر پہنچی۔ تقریب رخصتانہ کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے دعا کرائی۔ اگلے روز دعوت ولیمہ کی تقریب ظہر کے بعد حضرت سیدہ ام متین کے گھر کے سامنے پرائیویٹ احاطے میں منعقد ہوئی۔

رخصتانہ اور ولیمہ ہر دو تقاریب میں احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے بے انتہا فضلوں سے اس رشتہ کو ہر جہت سے مبارک کرے اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔

تقریب شادی

○ عزیزہ مکرمہ فریدہ منیر صاحبہ بنت مکرم قاضی منیر احمد صاحب پرنٹر روزنامہ الفضل و مینجر ضیاء الاسلام پریس ربوہ، کی شادی ہمراہ عزیز مکرم داؤد احمد صاحب ابن مکرم شیخ عنایت اللہ صاحب ٹنڈو جام، حال مقیم ناروے سے بعوض مبلغ ایک لاکھ روپے حق مہر انجام پائی۔ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے مورخہ ۱۴، جنوری ۱۹۹۱ء کو نکاح پڑھایا۔ اسی شام

باقی کالم نمبر ۳ پر

بقیہ کالم ۴ سے آگے

جدید پریس میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حبیب الرحمن غوری صاحب نے کی اور حضرت بانیٔ سلسلہ کے دعائیہ اشعار مکرم رشید احمد تنویر صاحب نے سنائے۔ بعد ازاں مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مفتیٔ سلسلہ نے دعا کرائی۔ تقریب دعا میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ عزیزہ مکرمہ فریدہ منیر صاحبہ حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی پوتی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس رشتہ کے ہر جہت سے کامیاب اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳ - صلح ۱۳۷۰ ہش ۲۳ - جنوری ۱۹۹۱ء

ذاتوں کا جھگڑا

انسانیت کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور سب کو برابری کا درجہ دینے ہی سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ جب تک برتری اور کمتری کا احساس قائم ہے۔ دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا ہوتے رہیں گے اور انسان انسان سے دُور رہے گا۔ گروہوں میں بٹنا بُری بات نہیں لیکن گروہوں میں بٹ کر دلوں میں گرہیں ڈال لینا یقیناً بُری بات ہے۔

کچھ بڑے بڑے گروہ تو ناگزیر ہیں۔ جہاں کوئی پیدا ہوتا ہے اسی ملک کا فرد کہلاتا ہے۔ جیسی اس کی رنگت ہے اس کا بدلنا ناممکن ہے یہ تو بڑے بڑے گروہ ناگزیر ہیں لیکن انسانوں نے خود چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر انسانیت کو تقسیم کر رکھا ہے۔ ہماری مراد ذاتوں سے ہے۔ ذاتیں انسان نے خود بنائی ہیں۔ اور بناتا ہی چلا گیا ہے اور پھر ان ذاتوں کی گروہ بندی کچھ اس طرح کر دی گئی ہے کہ ایک دوسرے کو حقیر جانا جاتا ہے۔ شادی بیاہ کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں۔ اور آجکل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔"

بات کتنی واضح ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم اپنے ماحول میں دیکھتے ہیں کہ بظاہر یہ کہتے ہوئے بھی کہ ہم ذاتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ جب شادی بیاہ کا معاملہ آتا ہے تو اپنی ذات کا ذکر کر کے لوگ کہتے ہیں۔ ذرا خیال رکھئے۔ رشتہ تو ہمیں درکار ہے لیکن ذات یہ ہونی چاہیئے۔ اور جب تک اس ذات کا رشتہ نہ ملے شادی نہیں ہوتی۔ اکثر لوگوں کو اس بات کا شکوہ کرتے سُنا ہے کہ شادی بیاہ میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ یوں تو لوگ شادی کی مشکلات میں جہیز کا مسئلہ بھی کھڑا کر دیتے ہیں۔ لیکن جہیز تو تھوڑا بھی قبول کر لیا جاتا ہے۔ اگر کچھ قبول نہیں کیا جاتا تو وہ ذات کا مختلف ہونا ہے۔

ہمیں ایسی شادیوں سے بڑی مسرت حاصل ہوتی ہے جہاں دو "ذاتیں" آپس میں مل بیٹھتی ہیں اور حقیقی انسانیت کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

جو ہونا ہے ہو جاتا ہے، ٹلنے نہیں پاتا
مَیں گردشِ دوراں کو بدلنے نہیں پاتا
ہر چیز مرے واسطے کی اس نے مسخّر
مَیں ہی مگر ایسا ہوں سنبھلنے نہیں پاتا

ابوالاقبال

حُسنِ لاجواب

جزا کے ساتھ غرض ہے نہ ہے ثواب کے ساتھ
مجھے ہے عشق ترے حُسنِ لاجواب کے ساتھ

جھلک ہے وہ تو فقط تیری اِک تجلّی کی
مماثلت تجھے کیا دُوں مَیں آفتاب کے ساتھ

مرے جنوں کی کہانی ابھی ادھوری ہے
تُو دیکھ میری طرف پھر ذرا حجاب کے ساتھ

ہزار فتنوں کا موجب ہے یہ زمانے میں
مَیں دل لگاؤں ہی کیوں حُسنِ بے نقاب کے ساتھ

زہے نصیب، ہوں مظہر تری صفات کا مَیں
مناسبت ہے مجھے کچھ تو آنجناب کے ساتھ

جسے بھی دیتا ہے تُو بے شمار دیتا ہے
مرے کریم! تجھے کیا غرض حساب کے ساتھ

محبّت اُس ترے بندے کو تجھ سے کیا ہو گی
جسے نہیں ہے محبّت تری کتاب کے ساتھ

تری یہ "سبع مثانی" ہے اک مہکتا چمن
ضرور ہے کوئی نسبت اسے گلاب کے ساتھ

محمد صدیق امرتسری

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"جو کچھ کرنا ہے اب کر لو۔ جب مَوت کا وقت آتا ہے تو پھر تاخیر نہیں ہوتی۔ جو شخص قبل از وقت نیکی کرتا ہے امید ہے کہ وہ پاک ہو جائے۔ اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو..... صرف زبان سے نہیں بلکہ مجاہدہ کے جس قدر طریق خدا تعالےٰ نے فرمائے ہیں وہ سب بجا لاؤ۔" (ملفوظات جلد ہشتم صـ۱۸۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

علمی مسائل

تقدیر کس طرح ٹل سکتی ہے؟

اب مَیں بتاتا ہوں کہ تقدیر کس طرح ٹل سکتی ہے۔ اوّل تقدیر عام طبعی ٹل سکتی ہے۔ تقدیر عام طبعی سے۔ مثلاً تقدیر عام طبعی یہ ہے کہ آگ لگے تو کپڑا جل جائے۔ اب اگر کسی کپڑے کو آگ لگائی جائے اور وہ جلنے لگے تو کہا جاوے گا کہ اس پر تقدیر عام طبعی جاری ہو گئی ہے مگر اس وقت کے متعلق ایک اور تقدیر بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر آگ پر پانی ڈال دیا جائے تو وہ اُسے بجھا دیتا ہے پس جب پانی آگ پر ڈالا جائے گا تو وہ بجھ جائے گی اور اس طرح ایک تقدیر عام طبعی دوسری تقدیر عام طبعی کو ٹلا دے گی۔ پس تقدیر عام ٹل سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ اس کے مقابل میں ایک دوسری تقدیر کو جاری کر دیا جائے اور اس طرح اُسے مٹا دیا جائے۔ اگر کوئی کہے کہ جو مثال دی گئی ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تدبیر نے تقدیر کو ٹلا دیا۔ نہ کہ تقدیر نے تقدیر کو۔ کیونکہ پانی کو انسان ڈالتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر پانی انسان نے ڈالا ہے تو آگ بھی تو بسا اوقات انسان خود ہی دانستہ یا نادانستہ لگاتا ہے پس جس طرح پہلے فعل کو تقدیر کہا جاتا ہے دوسرے فعل کو بھی تقدیر ہی کہا جاوے گا۔ دوسرے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے انسان کا فعل تو تقدیر ہوتا ہی نہیں (سوائے ان صورتوں کے جو بیان ہوئیں) ہماری مُراد تو آگ لگنے سے بھی اور اس کے بجھنے سے بھی انسانی فعل کی طرف اشارہ کرنا نہیں بلکہ جلنے اور بجھنے سے بھی انسانی فعل کی طرف اشارہ کرنا نہیں بلکہ جلنے اور بجھنے کی قابلیت سے ہے۔ پس صحیح یہی ہے کہ ایک تقدیر نے دوسری تقدیر کو بدل دیا۔ ورنہ خدا تعالیٰ اگر آگ میں جلانے کی خاصیت نہ رکھتا تو کون کسی چیز کو جلا سکتا اور اگر وہ پانی میں بجھانے کا مادہ نہ رکھتا تو کون اس کے ذریعہ سے آگ کو بجھا سکتا۔

اسی طرح مثلاً اگر ایک شخص زیادہ مرچیں کھا لیتا ہے جو اس کی انتڑیوں کو چیرتی جاتی ہیں اور اُن میں خراش پیدا کر دیتی ہیں تو وہ کہتا ہے یہ تقدیر ہے۔ اس کے مقابلہ میں وہ ایک اور تقدیر سے کام لیتا ہے یعنی گھی یا کوئی اور چکنائی یا لعاب اسپغول کھا لیتا ہے جس سے خراش دور ہو جاتی ہے اور یہ پہلی تقدیر کو مٹا دیتی ہے۔

اس کی بڑی مثال حضرت عمرؓ کے زمانے کا ایک واقعہ ہے اس وقت اسلامی لشکر میں طاعون پڑی اور ابو عبیدہؓ بن الجراح جو لشکر کے سردار تھے اُن کا خیال تھا کہ وبائیں تقدیر الٰہی کے طور پر آتی ہیں۔ پس وہ پرہیز وغیرہ کی اہمیت کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ حضرت عمرؓ جب اُس لشکر کی طرف گئے اور انہیں معلوم ہوا کہ طاعون پڑی ہوئی ہے تو رُک گئے اور مہاجرین و انصار کے مشورہ سے واپس لوٹنے کی تجویز کی۔ اس پر حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا ...... یعنی اے عمرؓ! کیا آپ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگ کر جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ...... یعنی ہاں ہم اللہ تعالیٰ کی قدر سے بھاگ کر اُسی کی قدر کی طرف جاتے ہیں۔ اور یہ بات وہی تھی جو مسلمانوں کو ایک مسنون دُعا میں سکھائی گئی ہے اور جس کے متعلق ہر ایک مسلمان سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اسے سونے سے قبل دُعا کے طور پر پڑھا کرے اور اس کے بعد کوئی کلام نہ کیا کرے۔ اس دُعا میں آتا ہے .... یعنی اے خُدا! تیرے غضب سے بچنے کی اور اس سے پناہ پانے کی سوائے تیری درگاہ کے اور کوئی جگہ نہیں۔

ایک تقدیر کے مقابلہ میں دوسری تقدیر کے استعمال کرنے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی کا ایک ہاتھ خالی ہو اور دوسرے میں مٹی ہو۔ کوئی شخص خالی ہاتھ کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف جائے اور کوئی اُسے کہے کہ کیا تم اس آدمی سے بھاگتے ہو؟ وہ یہی جواب دے گا کہ مَیں اس سے نہیں بھاگتا۔ بلکہ اس کے دوسرے ہاتھ کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔

۲۔ جس طرح تقدیر عام طبعی کو تقدیر عام طبعی سے ٹلایا جاتا ہے۔ اسی طرح اُسے تقدیر خاص طبعی سے بھی ٹلایا جا سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کے خلاف دنیاوی اسباب جمع ہو رہے ہوں اور وہ اُن کا مقابلہ نہ کر سکتا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے فضل کا جاذب ہو کر اس کی خاص تقدیر کے ذریعہ سے اُس کو ٹلا سکتا ہے۔ جیسے حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ ہے۔ تقدیر عام یہ ہے کہ آگ جلائے مگر حضرت ابراہیمؑ کے لئے خاص تقدیر جاری ہوئی کہ آگ اُن کو نہ جلا سکے اور وہ آگ کے ضرر سے محفوظ رہے۔ اسی طرح تقدیر عام یہ ہے کہ انسان قتل ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ (اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچائے گا) اور اب آپ کو دنیا قتل نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ تقدیر عام کو تقدیر خاص نے بدل دیا۔ اسی طرح حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ بھی ہوا۔

۳۔ جس طرح تقدیر عام طبعی۔ تقدیر عام طبعی اور تقدیر خاص طبعی سے ٹل جاتی ہے اسی طرح تقدیر خاص، تقدیر خاص سے بھی ٹل جاتی ہے۔ یہ اس طرح ہوتا ہے کہ کبھی ایک شخص کے لئے اس کے بعض حالات کے مطابق ایک خاص حکم دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے اندر تبدیلی کر لیتا ہے تو پھر اُس حکم کو بھی بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اللہ تعالیٰ کے دین کے راستہ میں خاص طور پر روک بن جاتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے کہ اسے موت دی جائے۔ لیکن بسا اوقات وہ شخص اس حکم کے اجراء سے پہلے تائب ہو جاتا ہے یا کسی قدر اصلاح کر لیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے حکم کی منسوخی کا حکم مل جاتا ہے۔

(تقدیر الٰہی از حضرت فضل عمر)

اب سوال ہوتا ہے کہ تقدیر کے ٹلنے سے خداؑ کی شان میں تو فرق نہیں آتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں آتا کیونکہ تقدیر کے ٹلانے میں کئی ایک فوائد ہیں۔ اول تقدیر کے بتلانے اور پھر اُس کے ٹلانے سے اللہ تعالیٰ کی شفقت کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ جب وہ ایک آنے والی مصیبت کا اظہار بندہ پر کر دیتا ہے تو اس سے بندہ ہوشیار ہو جاتا ہے اور اپنے بچاؤ کے سامان کر لیتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے احسان سے اس مصیبت سے بچ جاتا ہے۔ پس تقدیر کا قبل از وقت بتانا بھی اللہ تعالیٰ کی شفقت پر دلالت کرتا ہے اور پھر اُس کا ٹلانا بھی اُس کے رحم پر دلالت کرتا ہے۔ اور بجائے نقص کے اس میں فائدہ ہے۔

تقدیر خاص کے ٹلانے میں کہ جو تقدیر عام کے نتیجہ میں نازل نہیں ہوتی بلکہ روحانی حالت کے تغیر پر اس کا نزول ہوتا ہے ایک اور فائدہ بھی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔ اگر غور کیا جائے تو تقدیر خاص کے ٹلانے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کا اظہار ہی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص انبیاء کی مخالفت کرے اور دین حق کے پھیلنے میں روک ہو اور اس کو سزا دینا ضروری ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع اپنے مامور کو مل جائے کہ وہ شخص ہلاک ہو جائے گا اور وہ شخص باوجود توبہ کے ہلاک ہو جائے تو اس سے خدا تعالیٰ کا قادر ہونا مخفی ہو جائے گا اور زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہو گا کہ خدا تعالیٰ علیم ہے۔ لیکن خالی علیم ہونا کوئی چیز نہیں جب تک وہ قادر بھی نہ ہو۔ اُس کا قادر ہونا ہی انسان کی محبت کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ پس ایک خبر کے بتانے جانے پر پھر اس کا نہ ٹلنا صرف علم غیب پر دلالت کرے گا قدرت پر نہیں۔ بلکہ لوگوں کو شبہ پڑ سکے گا کہ جو نبی خبر بتاتا ہے شاید اسے کوئی ایسا ذریعہ معلوم ہو گیا ہے جس کے ذریعے وہ غیب کی خبر معلوم کر سکتا ہو۔ لیکن جب ایک حکم خاص حالات کے تحت ملتا ہے اور اُن حالات کے بدلنے پر وہ حکم ٹل جاتا ہے تو صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ حکم ایک قادر ہستی کی طرف سے ہے جو ہر ایک مناسب حالت کے مطابق حکم دیتی ہے۔ جیسا جیسا انسان اپنے حال کو بدلتا جاتا ہے وہ بھی اپنی تقدیر کو اُس کے لئے بدلتی جاتی ہے اور اس سے اس کی شوکت اور جلال کا اظہار ہوتا ہے اور بندہ کی اُمید بڑھتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ پکڑتا ہے تو چھوڑ بھی سکتا ہے اور ایک مشین کی طرح نہیں ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص بھی نظر انصاف سے دیکھے گا تو اُسے معلوم ہو گا کہ اگر انذاری پیشگوئیاں نہ ٹلیں تو خدا تعالیٰ کا قادر ہونا ہرگز ثابت نہ ہو بلکہ یہ معلوم ہو کہ گویا وہ .... ایک بیلنے کی طرح ہے۔ اگر اُس میں گنا ڈالا جاتا ہے تو اُسے بھی بیل دیتا ہے اور اگر اُس کے آقا کا

باقی صٹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

کیا نظام امتحان کی اصلاح ممکن ہے؟

ایک اخباری خبر انتہائی پریشان کن تھی کہ قبضہ گروپ نے امتحانی عملہ کو زبردستی ہٹا کر امتحانی مراکز پر قبضہ کر لیا۔ نگرانی ختم ہوئی۔ طلباء کو کھلی چھٹی مل گئی۔ نقل کا بازار گرم ہوا۔ غنڈوں کی چاندی ہو گئی۔ ڈسپلن نام کی چیز عنقا ہو گئی۔ رقعوں کا تبادلہ ہوا اور متعلقہ افراد نے من مانی کی۔ اور وہ جو تعلیم سے متعلق ہیں اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ لیکن یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں۔ بعض سنٹروں میں یہ دیکھا گیا کہ اندر امیدوار کم اور باہر مددگار زیادہ۔ باہر والوں نے اُڑن طشتریاں اس کثرت سے اڑائیں کہ نگران عملہ بے بس ہو گیا۔ پھر بعض جگہ چاقو نکل آئے تو کسی جگہ کلاشنکوف کی آوازیں آنے لگیں۔ مگر یہ تو امتحان کی ایک منزل ٹھہری۔ اس کے بعد کی منازل کچھ پُراسرار سی ہو جاتی ہیں۔ کاریں گردش میں آتی ہیں۔ ممتحن کے دروازے پیٹے جاتے ہیں۔ کبھی رعب اور کبھی پیسہ کھل جا سم سم کا کام کر جاتا ہے۔ اور وہ جو سارا سال غل غپاڑہ کرتے ہیں ان سنجیدہ طالب علموں سے آگے نکل جاتے ہیں جو سارا سال سر نیہوڑائے۔ کتابوں پر جھکے سخت گرمیوں میں پسینہ پونچھتے لیمپ کی مدھم روشنی میں کتابوں کی ورق گردانی کرتے ہیں لیکن آخر ہوتا یہ ہے کہ کتاب دان پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اور وہ جنہیں نہ کتاب سے آشنائی تھی نہ لکھنے لکھانے کا سلیقہ وہ اُن سرحدوں کو چھو جاتے ہیں کہ دوسرے اُن کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اور کیوں ہو رہا ہے۔ پہلا امر تو پریشان کن ہے اور دوسرا گہری سوچ کا طالب۔ آئیں دیکھیں یہ نمبروں کے لئے دوڑ کیوں اور ان انتہائی غلط حرکات کا محرک کیا ہے۔

آج تعلیم کا مقصد نہ علم کا حصول ہے نہ اخلاق سدھارنا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ واحد مقصد امتحان پاس کرنا رہ گیا ہے۔ نتیجۃً امتحانات اتنے اہم ہو گئے ہیں کہ ہمیں ان کے سوا کچھ اور سوجھتا ہی نہیں۔ یہ صورتِ حال اسلئے پیدا ہوئی کہ طالب علموں کے مستقبل کا سارا دارومدار ان سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ میڈیکل کالج میں داخلہ، انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ بلکہ ایم اے میں داخلہ محض امتحانات میں حاصل کردہ نمبروں کی بنا پر ممکن ہے۔ اور چونکہ نمبروں میں باقی اشیا کی طرح ملاوٹ بڑھتی جاتی ہے۔ (نہ جانے کس طرح طلباء ۹۰ فی صد بلکہ اس سے بھی زیادہ نمبر لے جاتے ہیں) اسلئے مقابلہ سخت سے سخت تر ہوتا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ نمبروں کے حصول کے لئے تگ و دو سنگین صورتِ حال اختیار کرتی جا رہی ہے۔ انوکھے طریق سوچے جاتے ہیں اور عجیب عجیب حربے آزمائے جاتے ہیں۔ تا اتنے نمبر مل جائیں کہ داخلہ ممکن ہو سکے۔ مثلاً امسال انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ کا معیار (الیکٹریکل کے لئے) ۹۰ء۳۶ فی صد تھا۔ جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر طالب علم ۸۱ سے ۹۰ فیصد نمبر لے تو داخلہ ممکن ہو سکتا ہے۔ اب بہت سے بڑے آدمیوں کے بچے جنہیں کتاب نہیں بلکہ اور بہت سی دلچسپیاں اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس قابل نہیں ہوتے کہ اتنے ڈھیر سارے نمبر حاصل کر لیں۔ ہاں اُن کے پاس سفارش ہوتی ہے۔ یا پیسوں سے بھرے ہوئے تھیلے جن کے طفیل وہ دوسرے طریق آزماتے ہیں اور پھر خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ ایک کو ایک ترکیب سوجھتی ہے تو دوسرے کی زرخیز دماغ ایک اور انوکھا طریق نکال لیتی ہے۔ جرائم کی نوعیت میں تنوع پیدا ہوتا ہے اور ساتھ ہی وسعت بھی ملتی ہے۔ متعدد افراد اس میں ملوث ہو جاتے ہیں اور معاشرے کی حالت ابتر ہوتی جاتی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم ہر امتحان کے انعقاد پر اسی قسم کی خبریں پڑھتے رہیں گے۔ یا اصلاحِ احوال ممکن ہے۔ مرض یقیناً لاعلاج نہیں لیکن اہم بات یہ ہے کہ وہ جو صاحبِ اختیار ہیں سوچ کا رخ اس سمت موڑیں۔ اوپر دئیے گئے تجزیہ سے ایک بات تو واضح ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ امتحانات کی بے جا اہمیت کو کسی قدر کم کرنا ضروری ہے تاکہ تعلیم کی دنیا میں صرف امتحان پر ہی نظریں جمی نہ رہیں بلکہ اس ایک امتحان کے علاوہ بھی قابلیت جانچنے کے معیار ہوں۔ مثلاً یہ ممکن ہے کہ میڈیکل کالج یا انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے فقط ایف ایس سی کے نتائج پر انحصار نہ کیا جائے بلکہ اس کے علاوہ بھی کوئی طریق اپنایا جائے مثلاً بورڈ کے نتائج کو صرف ۶۰ فی صد تک وقعت دی جائے باقی ۴۰ فی صد کے لئے میڈیکل کالج یا انجینئرنگ یونیورسٹی خود داخلہ کا امتحان لیں اور کچھ نمبر انٹرویو کے لئے رکھیں۔ ان امتحانوں میں جو یونیورسٹی کے پروفیسر یا ڈاکٹر صاحبان لینگے دھاندلی کے امکانات کم ہیں اور جب بورڈ کے امتحانات کے نتائج ہی فیصلہ کن حیثیت میں نہیں رہیں گے تو ان اخلاق سوز حرکات کی گرم بازاری سرد پڑ جائے گی۔

دو سالہ بورڈ یونیورسٹی کے امتحانات کی وقعت قدرے کم کرنے کا دوسرا طریق یہ ہے کہ جائزے کے عمل کو دو سال تک ملتوی کرنے کی بجائے وقفہ وقفہ سے اس سے استفادہ کیا جائے۔ خود استاد سالہا سال اپنے طالب علموں کی ذہنی کیفیت اور علم کے حصول کی کوشش کو جانچتا رہے۔ جسطرح کہ سمسٹر سسٹم میں کیا جاتا ہے۔ اس طرح بورڈ کے امتحانات کی حیثیت کم ہو جائے گی۔ اور ہر بات کا انحصار فقط ان ہی پر نہیں رہے گا۔ مگر سمسٹر سسٹم کے متعلق بعض ذہنوں میں خدشات ابھر آئے ہونگے کہ یہ نظام تو ہم آزما چکے ہیں اور یہ ناکام بھی ہو چکا ہے۔ پھر اسکی سفارش چہ معنی دارد۔ دراصل خرابی یہ ہے کہ ہم ہر نئے تجربے کو اپنانے میں بھی جلدی کرتے ہیں اور اسے ختم کرنے میں بھی اُسی جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کفن فوراً تیار کر لیا جاتا ہے اور ہم اُسے ایسی گہری قبر میں دفناتے ہیں کہ پھر وہ نکل نہ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر امپورٹ شدہ تجربہ کو اپنانے سے پہلے یہ سوچنا ضروری ہے کہ کیا ہمارے خصوصی حالات کے پیشِ نظر یہ ہمارے سسٹم میں سما جائے گا۔ اس کے بعد جب تجربہ کر لیا جائے اور اس کی خرابیاں واضح ہوں تو اُسے یکدم ترک کرنے کی بجائے یہ سوچنا چاہیئے کہ آیا اس میں پیدا ہونیوالی خرابیوں کا تدارک ہو سکتا ہے یا نہیں مگر مشکل یہ ہے کہ ہم اپنے ذہنوں کو اس قسم کی تکلیف دینے کے قائل نہیں۔ اگر قائل ہیں تو تخت یا تختہ کے۔ کہ یعنی یا تو اسے سر چڑھا لو یا پھر دھڑام سے نیچے گرا دو۔ میانہ روی ہمیں پسند نہیں۔ اب اگر سمسٹر سسٹم کا جائزہ لیا جائے تو اس میں دو بڑی خرابیاں ہمارے ہاں پیدا ہوئیں (جن ملکوں کی یہ پیداوار ہے وہاں یہ قطعاً نہیں) یعنی ایک تو یہ کہ استاد نے یہ سمجھ لیا کہ اب چونکہ سارے اختیارات اُسے تفویض کر دئیے گئے ہیں اسلئے چاہے وہ پوری کتاب پڑھائے چاہے آدھی اُسے پوچھنے والا کوئی نہیں کیوں کہ امتحان تو اُس نے خود لینا ہے۔ سوالات آدھی کتاب میں سے ہی دئیے جا سکتے ہیں۔ استاد کا کام کم ہوا طلباء پر بوجھ کم پڑا۔ استاد بھی مزے میں طالب علم بھی خوش دوسری بڑی قباحت یہ ہوئی کہ استاد نے خوشامدی یا اپنے پسندیدہ طالب علموں کو تو ڈھیروں نمبروں سے نوازنا شروع کر دیا لیکن جن سے کبھی شکایت پیدا ہوئی اُن کی خبر لے لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نمبروں کی بنا پڑھائی نہ رہی۔ بلکہ اساتذہ کو خوش کرنا ہوا۔ یہ دونوں اہم خرابیاں استاد کے عمل سے پیدا ہوئیں مگر ان کا علاج ممکن تھا۔ راقم نے ان دونوں امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دو فیصلے کئے۔ یعنی کورس مکمل کرنے کو یقینی بنانے کے لئے سارے کورس کی ہفتہ وار تقسیم کی اور اس پروگرام کو چھپوا دیا۔ یہ پروگرام طالب علموں کے ہاتھوں میں بھی دے دیا۔ خود بھی اپنے پاس رکھ لیا۔ اور استاد کو بھی پیش کر دیا۔ اب استاد اپنی مرضی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اچھے طالبعلم اس بات کا تقاضا کرتے کہ اُس ہفتہ کا کورس انہیں پڑھایا جائے (اور یقیناً اچھے طالبعلم پڑھنا چاہتے ہیں) نیز پرنسپل بھی گاہے بگاہے استاد سے پوچھ سکتا تھا کہ انہوں نے کتنا کورس ختم کیا اور کیا روزمرہ کی روٹین پروگرام کے مطابق چل رہی ہے۔ اس تجربہ کا نتیجہ تسلی بخش نکلا۔ دوسری بات جو کی گئی وہ یہ تھی کہ اساتذہ کی خدمت میں یہ گذارش کی گئی کہ وہ جتنے چاہیں نمبر دیں اُن کو مکمل اختیار حاصل ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ایک طالب علم کو نوے فی صد نمبر ملنے چاہئیں تو بے دھڑک دیں لیکن جب وہ ۷۵ فیصد سے زائد نمبر دیں تو انہیں اس کا جواز پیش کرنا ہو گا۔ اس کا طریق یہ ہو گا کہ اسے کیس ایک کمیٹی (جو تین اساتذہ پر مشتمل ہو گی) کے سپرد کرنے ہوں گے اگر کمیٹی کے ممبر استاد کی مارکنگ سے متفق ہوں تو وہی نمبر برقرار رکھے جائیں گے۔ یہ طریق بھی کامیاب رہا کیونکہ اس چیک سے استاد کی جانبداری ختم ہو گئی۔ سو اگر سمسٹر میں احتساب کا عنصر شامل کر دیا جائے تو اس سسٹم سے بہتر کوئی طریقِ امتحان نہیں۔ اگر کہا جائے کہ ہمیں گڑے مردے نہیں اکھیڑنے چاہئیں یعنی اس دفن شدہ سسٹم کو نہیں اپنانا چاہیئے تو پھر امتحانات کی موجودہ شکل پر ہی غور کیا جا سکتا ہے۔ ایک دو باتیں تو اس کی اہمیت کم کرنے کے متعلق تحریر کی جا چکی ہیں ایک دو اسکی اصلاح کے متعلق عرض کی جاتی ہیں۔ ہمارے نظام امتحان کی ایک خرابی یہ ہے کہ یا تو طالب علم رٹا لگائے گا اور رٹی رٹائی باتیں امتحان میں اگل دے گا یا وہ اہم سوالوں کے جوابات اپنی جیبوں میں بھر کے کمرۂ امتحان میں داخل ہو گا یا وہ کسی اُڑن طشتری کا انتظار کرے گا "بوٹی" پہنچنے پر شاید وہ سوال سے انصاف کر سکے۔ ایسی

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــــ نون۔ سین

برطانوی ہائی کمشنر کی سوچ

برطانیہ کے ہائی کمشنر سر نکولس بیرنگٹن نے پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل افیئرز (پی۔ آئی۔ آئی۔ اے) کے پلیٹ فارم پر تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اس بات سے پر امید ہیں کہ جونہی کویت سے عراق کی فوجیں نکل گئیں فلسطین کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے بھرپور کوشش شروع ہو جائیں گی۔ انہوں نے بنیادی طور پر اس خیال کا اظہار کیا کہ فلسطین میں حقوق انسانی کے مسئلے کو کویت سے عراق کے نکل جانے کے ساتھ کسی صورت بھی وابستہ نہ کیا جائے۔ ان کے خیال میں جہاں تک کویت کا تعلق ہے۔ اس کی سابق حکومت کو واپس آنا چاہیئے اور اس علاقے کو آزادی سے ہمکنار کیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ صدر صدام اپنے آپ کو فلسطینیوں کی آزادی کا ہیرو ثابت کرنا چاہتے ہیں لیکن سر نکولس کے خیال میں وہ اپنی ضد پوری کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس میٹنگ کی صدارت ڈاکٹر معصومہ حسن نے کی اور حاضرین میں دانشور اور طلباء موجود تھے۔ یہ سب کے سب عالمی حالات میں دلچسپی رکھتے ہیں تقریب کے بعد جارج نکولس سے سوالات پوچھے گئے۔ اور اس سیشن میں ساری دنیا کے سیاسی، معاشرتی حالات پر تبصرہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اگرچہ شروع میں تو انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ وہ اینگلو پاکستان تعلقات پر بہت کم بات کریں گے لیکن بہت سی باتیں اسی موضوع پر ہوئیں۔ جہاں تک اقتصادیات کا تعلق ہے انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان میں سب سے زیادہ روپیہ برطانیہ نے لگایا ہوا ہے اور ان کی خواہش ہے کہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا ہوں کہ مزید روپیہ لگانے کی طرف میلان پیدا ہو جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ سیاسی استحکام کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور یہی وہ بات ہے جو دوسرے ممالک سے روپیہ اپنے ملک میں کھینچتی ہے۔ مسٹر بیرنگٹن نے اس امید کا اظہار کیا کہ کمیونسٹ طریق زندگی کے سوویت یونین میں ناکام ہونے کی وجہ سے اور مشرقی یورپ کے ممالک میں آزادی اور جمہوریت کی رو کے باعث اس بات کا بہت امکان ہے کہ دنیا میں ایک نیا انسان ہمدرد نظام قائم ہو سکے۔ مسٹر بیرنگٹن نے کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہاں انسانی حقوق اب بھی ایک مسئلہ بنے ہوئے ہیں لیکن پاکستان اور ہندوستان کی انہوں نے تعریف کی کہ دونوں حدود سے تجاوز نہیں کر رہے۔ البتہ اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ آپس میں ایک اعتماد پیدا کریں اور اس اعتماد کی بناء پر کشمیر کے باشندوں کی خواہشات اور ان کی توقعات پوری کرنی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ برطانوی حکومت کی یہ زبردست خواہش ہے کہ پاکستان اور ہندوستان اسلحہ خریدنے پر کم روپیہ خرچ کریں۔ اور اس طرح بچایا جانے والا روپیہ ایسی سکیموں پر لگائیں جو لوگوں کی بہبود کے لئے جاری کی گئی ہوں۔ خاص طور پر تعلیم اور صحت کے تعلق میں۔ افغانستان کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر بیرنگٹن نے کہا کہ ان کے خیال میں اس مسئلے کا نہ تو یہ حل ہے کہ نجیب اللہ کو صدر رہنے دیا جائے اور نہ یہ کہ اقتدار مجاہدین کے ہاتھ میں آجائے۔ ان کے خیال میں یہ بات نہایت اہم ہے کہ تعلقات کا ایک پل بنایا جانا چاہیئے۔ جس کے ذریعے تمام افغان گروپ ایک دوسرے سے مل سکیں اور وہاں انتخاب کی فضاء پیدا کی جا سکے۔ تاکہ افغانی لوگ اپنی خواہشات کے مطابق اور اپنی ضروریات کے مطابق اپنے حکمرانوں کا انتخاب کر سکیں۔ افغان مہاجرین کے متعلق انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ انہیں امن و امان اور عزت کے ساتھ واپسی کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ خلیج کے تنازعے کے متعلق مسٹر بیرنگٹن نے کہا کہ مسٹر صدام کو ایک حتمی اور آخری پیغام بھیجنا ضروری ہے۔ اگر آپ اس قسم کے شخص سے سختی سے برتاؤ نہ کریں تو یقیناً آپ ہی کو اس کا نقصان اکثر اٹھانا پڑتا ہے۔ اور انسانیت پہلے سے زیادہ مشکلات میں جا پڑتی ہے

انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ جو فوجیں وہاں اس وقت موجود ہیں۔ وہ مسئلے کا حل نکل آنے کے بعد وہاں نہیں ٹھہریں گی۔ اور سعودی عرب کے صحرا کی کیفیت یہ بھی ہے کہ ضرورت سے زیادہ ایک منٹ کے لئے بھی وہاں فوجیں رک نہیں سکتیں۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا فوجوں کا وہاں اس طرح اکٹھا کر دینا اور عراق کو کویت سے نکل جانے پر مجبور کرنا اخلاقی طور پر جائز سمجھا جا سکتا ہے۔ اور کہ سعودی عرب کو تمام اخراجات کی ادائیگی کے لئے کہنا کہاں تک درست ہے۔ مسٹر بیرنگٹن نے کہا چونکہ سعودی حکومت نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی فوجوں کو وہاں بلایا ہے اور زیادہ تر اس وقت حفاظت کی ضرورت بھی سعودی عرب ہی کو ہے اس لئے یہ سارے اخراجات بھی سعودی عرب ہی کو برداشت کرنے چاہئیں۔ ایک اور سوال کے جواب میں برطانوی ہائی کمشنر نے کہا اگر عراق کویت سے ہمیشہ نکل جائے تو اس بات کا یقین دلایا جا سکتا ہے۔ کہ عراق کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچنے دیا جائے گا۔ اس پر حملہ بھی نہیں کیا جائے گا۔ اور کسی اور رنگ میں بھی اسے زک پہنچانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے دعائیہ رنگ میں کہا کہ ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ آخر کار صدام حسین اپنا ارادہ بدل لیں گے اور بروقت کویت سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں گے۔ سر نکولس بیرنگٹن کے ان خیالات سے خوب پتہ چل سکتا ہے۔ کہ برطانوی حکومت کن خطوط پر سوچ رہی ہے اور کس کس طرح اس تنازعہ میں اپنے آپ کو ملوث کرتی چلی جا رہی ہے۔ ایک بات جو اس سلسلے میں نہایت اہم ہے۔ وہ یہ ہے کہ تنازعہ تو بہر حال کسی نہ کسی طور ختم ہو ہی جائے گا۔ لیکن تعلقات جو اب بن اور ٹوٹ رہے ہیں ان کا اثر ساری دنیا پر بہت لمبے عرصے تک محسوس کیا جائے گا۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ تنازعہ کے بعد تمام عرب ممالک یک جہتی کی طرف قدم اٹھائیں اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف ان کے جذبات بھڑک اٹھیں۔ کون کہہ سکتا ہے کیا ہو گا۔ اور کس طرح ہو گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو امن عطا کرے اور دنیا اپنے آپ کو امن کی اہل ثابت کرتے ہوئے امن کے استحکام کے لئے کوشش کرے اب دنیا کے حالات اتنے بدل چکے ہیں کہ کسی ایک کونے میں بھی امن میں خلل پڑے تو دوسرے لوگ بھی کسی نہ کسی رنگ میں اسے محسوس کرتے ہیں۔

جاپانی جنگی یادگار

جاپان کے شہنشاہ اور وزیر اعظم جنگ میں ہلاک ہونے والوں کی یادگار پر نہیں جا سکیں گے یہ فیصلہ دس سالہ عدالتی جھگڑے کے بعد اب کیا گیا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس فیصلے کے ساتھ بہت سی اور باتیں بھی متاثر ہوں گی۔ اور وہ ساری باتیں ایسی ہیں جو چرچ اور سٹیٹ کی ایک دوسرے سے دستوری علیحدگی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔

ہر سال ۱۵ راگست کو جاپان کی دوسری جنگ میں شکست کی یاد منانے کے لئے بڑے بڑے سیاسی لوگ "یاسوکونی" گرجا میں جاتے ہیں۔ یہ گرجا شنٹو مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور ٹوکیو کے مرکز میں ہے۔ پہلے تو اس گرجے کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ لیکن جنگ کے دوران جب یہاں سے شنٹو ازم نے بادشاہت کے فلسفے کو اجاگر کیا تو اسے خاصی اہمیت حاصل ہو گئی۔ جنگ عظیم میں تقریباً ۲۵ لاکھ لوگ اس یاسوکونی گرجا میں علامتی طور پر دفن ہیں۔ ان میں سے بہت سے اس وقت کی حکومت کے رہنما بھی ہیں جنہیں جنگی جرائم میں ملوث پایا گیا تھا۔ قدامت پسند لوگوں نے ہمیشہ اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اس گرجے میں ۱۵ راگست کو جانا دراصل جنگ میں ہلاک ہونے والوں کی ایک رنگ میں عزت افزائی ہے اور ساری دنیا میں یہ عمل دہرایا جاتا ہے۔ لیکن جاپان میں اور اس کے قرب و جوار کے ممالک میں جہاں اسکی مخالفت کی جاتی ہے۔ وہاں کہا جاتا ہے کہ یہ گرجا فوجی فلسفے کی نفی کرتا ہے۔ لبرل ڈیموکریٹک پارٹی کے سیاست دانوں نے کوشش کی ہے کہ "یاسوکونی" کے وقار کو بحال کیا جائے لیکن ان کوششوں کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

جب جنگ کے بعد یاسوہیرو ناکاسونی پہلے وزیر اعظم بنے اور انہوں نے ۱۹۸۵ء میں اس گرجے میں جا کر اس یاد کو تازہ کیا تو عوام الناس نے اسکی مخالفت کی خاص طور پر جاپان کے ایشیائی ہمسایوں کے افراد نے۔ اسکے بعد مسٹر ناکاسونی نے وہاں جانے سے احتراز کیا۔ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ گذشتہ سال وزیر اعظم توشیکی کائفو نے ایک کمیٹی مقرر کی جو اس بات کا جائزہ لے کہ کیا یاسوکونی

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم مرزا محمد حسین صاحب کراچی لکھتے ہیں:

امید ہے بفضلہ تعالیٰ آپ خیرو عافیت سے اپنی شبانہ روز مسلسل کاوشوں میں محو ہونگے۔ سیفی صاحب! شاید آپ کو یاد ہو۔ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں اپنی زوجہ امۃ الحئی صاحبہ کی بہشتی مقبرہ میں قبر کی تعمیر و تکمیل کے ضمن میں آپ سے چند ملاقاتیں ہوئی تھیں۔

آج جب "الفضل" کا سالانہ چندہ ارسال کرنے لگا تو اشاعت "الفضل" کے حوالہ سے چونسٹھ سال پہلے کے "الفضل" کی طرف ذہن منتقل ہوگیا۔ یہ اس عہد رفتہ کی یاد ہے جب کہ سلسلہ احمدیہ کا یہ معروف و مقبول جریدہ ۱۹۲۶ء میں منشی غلام نبی صاحب کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ اور خاکسار کو ان کے ساتھ بحیثیت اسسٹنٹ ایڈیٹر خدمت کا موقعہ ملا۔ اگرچہ میرا کام انگریزی سے اردو اور اردو سے انگریزی زبان کے تراشوں کا ترجمہ کرنا تھا مگر ساتھ ہی مضمون نگاری کا شعور بھی اسی سال اخبار الفضل ہی کے ذریعے حاصل ہوا۔ کہنا یہ ہے کہ اس وقت کے "الفضل" اور آج کے "الفضل" میں نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے۔ یہ بفضلہ تعالیٰ آپ نے اپنی خداداد مخصوص صحافی صلاحیتوں کے ذریعے "الفضل" کی ہئیت کذائی میں ادبی۔ دینی۔ سیاسی حالات حاضرہ اور متفرق معلومات عامہ کے اضافہ سے غیر معمولی کشش اور مقبولیت پیدا کر دی ہے۔

محترم سیفی صاحب! سچ پوچھیں تو ۱۹۲۶ء میری ابتدائی عملی زندگی کے آغاز کا نہایت ہی پیارا اور رحمتوں اور برکتوں سے معمور سال تھا جب کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب (ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی ہو) کی تحریک پر اس عاجز کو قادیان کی مقدس سرزمین میں رہ کر حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے) کے ایمان افروز خطبات جمعہ اور پُر معرفت مجالس عرفان کے ذریعے دینی تربیت حاصل کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اسی سال نہ صرف حضرت مفتی صاحب نے ازراہ شفقت اپنے دفتر نظارت امور عامہ میں دفتری کام کاج اور ٹائپنگ سیکھنے کا موقعہ فراہم کیا۔ بلکہ حضرت مولوی شیر علی صاحب (ان پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو) کے ساتھ انگریزی ترجمۃ القرآن کے ضمن میں بھی خدمات سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

مجھے یاد ہے کہ ۱۹۲۶ء میں قیام قادیان کے دوران جب میں عارضۂ بخار میں مبتلا ہونے کی وجہ سے نور ہسپتال میں زیر علاج تھا تو حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کیساتھ حضرت مفتی محمد صادق صاحب حضرت مولوی شیر علی صاحب اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب (اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں پر ہمیشہ اپنی رحمتوں کا نزول جاری رکھے) اس ناچیز کی عیادت کے لئے نور ہسپتال میں تشریف لاتے رہے۔ ان دنوں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے) کے ذاتی معالج اور پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔

۱۹۲۶ء کے جلسہ سالانہ کے معاً بعد حضرت مولوی فرزند علی خاں صاحب (سابق ناظر مال و مربی انگلستان) ہیڈ اسسٹنٹ راولپنڈی آرسنل نے ملازمت کے لئے بلا لیا۔ اس طرح قادیان کی مقدس بستی میں ۱۹۲۶ء کا سال دینی تربیت حاصل کرنے کے بعد یکم جنوری ۱۹۲۷ء سے میری سرکاری ملازمت کا آغاز ہوا۔ آج کل چالیس سال سرکاری ملازمت کرنے اور اکیاسی برس چار ماہ کی عمر پانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کے شکریہ اور اپنے ان گنت گناہوں کی معافی طلب کرنے میں سربسجود رہتا ہوں۔

آپ خود بھی اس بندۂ پُر معصیت کے لئے دعا کریں اور احباب جماعت کو بھی میری عاجزانہ درخواست دعا پہنچا دیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں ہم سب کا فرض ہے کہ تنازعہ خلیج کے پُرامن طور پر حل ہونے کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جنگ کے شعلوں کو جلد بجھا دے۔

کھیل اور کھلاڑی

مرتبہ ـــــ غلام مصطفیٰ تبسم

○ ملک بھر میں جاری قائداعظم ٹرافی گریڈ۔ ون ٹورنامنٹ کے چھٹے راؤنڈ کے اختتام پر بھی کراچی سٹی کرکٹ ایسوسی ایشن وائٹس کی ٹیم ۵۸ پوائنٹس کے ساتھ سرفہرست ہے جبکہ بہاولپور دوسرے اور فیصل آباد کی ٹیم تیسرے نمبر پر ہے راولپنڈی کی ٹیم ۶ میچ کھیل کر کوئی پوائنٹ حاصل نہیں کرسکی ہے اور اگر ساتویں راؤنڈ کے میچ میں بھی اس کی کارکردگی ایسی ہی رہی تو وہ اگلے سیزن کے لئے گریڈ۔ ون ٹورنامنٹ سے باہر ہو جائے گی۔ مکمل پوائنٹ پوزیشن اس طرح سے ہے۔

ٹیم	میچ کھیلے	جیتے	ہارے	ڈرا ہوئے	پوائنٹس
کراچی وائٹس	۶	۶	-	-	۵۸
بہاولپور	۶	۲	۲	۲	۲۵
فیصل آباد	۶	۲	۱	۳	۲۴
کراچی ٹی بلیوز	۶	۲	۱	۳	۱۶
پشاور	۶	۱	۳	۲	۱۵
ملتان	۶	۱	۴	۱	۱۵
سرگودھا	۶	۱	۲	۳	۴
راولپنڈی	۶	-	۲	۴	۰

○ جن ٹیموں نے میچ پر کیپٹن رپورٹ ارسال نہیں کی ان کا ایک پوائنٹ فی میچ کاٹ دیا گیا ہے۔

آسٹریلین ویمن اوپن ٹینس میں دو اپ سیٹ

○ فرانس کی کیتھرائن تینو ٹیر نے آسٹریلین ویمن اوپن ٹینس میں نویں سیڈ ہلینا سکودا کو شکست دے کر ٹورنامنٹ کا مسلسل دوسرا اپ سیٹ کیا تینو ٹیر نے جو کہ اپنے کیرئر کا آٹھواں ٹورنامنٹ کھیل رہی ہیں یہ فتح پہلا سیٹ ہارنے کے بعد حاصل کی۔ سکور یہ رہا۔ ۴-۶، ۶-۱، ۶-۲۔ اب ان کا مقابلہ چوتھے راؤنڈ میں سیکنڈ سیڈ مانیکا سیلز سے ہوگا۔ دوسرے راؤنڈ کے ایک اور میچ میں جرمن کی سکول طالبہ اینکی ہوبر نے ساتویں سیڈ مینوالا مالیوا کو سٹریٹ سیٹس میں ۶-۳ اور ۷-۵ سے ہرا دیا۔

○ انتالیسویں قومی ہاکی چیمپئن شپ کا فائنل راؤنڈ تیس جنوری سے آٹھ فروری تک کراچی کے ہاکی کلب آف پاکستان کی نئی آسٹرو ٹرف پر کھیلا جائے گا۔ اس طرح چھ سال کے عرصہ کے بعد قومی ہاکی چیمپئن شپ کراچی میں منعقد ہوگی۔ پاکستان ہاکی فیڈریشن کے مطابق گذشتہ جمعہ کو سسٹم پچاس آسٹرو ٹرف بچھنے کے بعد فائنل راؤنڈ کی توثیق کردی گئی ہے۔ اس سلسلے میں لاہور۔ پشاور راولپنڈی اور بورے والا کے ابتدائی راؤنڈ مکمل ہوچکے ہیں۔ پروگرام کے مطابق ابتدائی راؤنڈ سے کوالیفائی آنے والی ٹیموں کو دو گروپ میں رکھا گیا ہے گروپ اے میں دفاعی چیمپئن پی آئی اے کے علاوہ حبیب بینک پشاور آرمی یو بی ایل رکھے گئے ہیں پول بی میں گذشتہ سال کی رنر اپ نیشنل بینک کسٹمز واپڈا کراچی کلرز اور کراچی وہائٹس شامل ہے۔ ان ٹیموں میں پی۔ آئی اے اور نیشنل بینک براہ راست فائنل راؤنڈ میں حصہ لیں گی۔

○ نیشنل ریسلنگ چیمپئن شپ ۱۹۹۱ء اب ۲۴ سے ۲۷ فروری تک سرگودھا میں منعقد کی جائے گی اس سے قبل اس کے انعقاد کے لئے مارچ کا دوسرا ہفتہ مقرر کیا گیا تھا۔ چیمپئن شپ کی تاریخوں میں یہ تبدیلی آرگنائزنگ کمیٹی کے چیئرمین کی درخواست پر کی گئی ہے چیمپئن شپ تازہ ترین انٹرنیشنل قواعد کے مطابق ہوگی۔ ہر یونٹ جسمانی وزن کی ہر کلاس میں ایک پہلوان کا نام درج کروا سکتا ہے۔ مقابلے جسمانی وزن کی دس کلاسوں میں ہوں گے۔ دس کلاسیں یہ ہیں۔ ۴۸۔ ۵۲۔ ۵۷۔ ۶۲۔ ۶۸۔ ۷۴۔ ۸۲۔ ۹۰۔ ۱۰۰ اور ۱۳۰ کلوگرام

○ ۲۴ ویں لاہور ڈسٹرکٹ ویٹ لفٹنگ چیمپئن شپ ۲۳ جنوری سے ۲۵

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم عبدالمجیب صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ کا ہرنیا کا اپریشن ہوا تھا۔ اپریشن کے زخم صحیح نہیں ہو رہے۔

○ مکرم مقبول احمد صاحب خالد کارکن دفتر وصیت کے بیٹے ساجد احمد کو سائیکل سے گرنے کی وجہ سے ٹانگ پر چوٹ لگی ہے اور پلستر لگایا گیا ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اعلان نکاح

○ میرے بیٹے عزیزم نصیر احمد شفیق ایم ایس سی کا نکاح مبلغ چالیس ہزار روپیہ حق مہر پر عزیزہ ثمینہ نور صاحبہ ایم ایس سی بنت مکرم چوہدری نور محمد صاحب ایڈووکیٹ اسلام آباد کے ساتھ قرار پایا۔

مورخہ ۱۱ جنوری ۹۱ء بروز جمعہ بیت الذکر اسلام آباد میں مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے نکاح کا اعلان کیا۔

احباب سے اس رشتہ کے دینی و دنیوی لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار

چوہدری محمد صدیق ایم۔اے واقف زندگی

خلافت لائبریری ربوہ

اعلان دار القضاء

(حبیب اللہ صاحب چوہدری بابت ترکہ ڈاکٹر غلام اللہ خان صاحب)

مکرم ڈاکٹر غلام اللہ خان صاحب آف ۶-E ، ماڈل ٹاؤن لاہور کے ورثاء حبیب اللہ چوہدری صاحب وغیرہ نے درخواست دی ہے کہ موصوف بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا اُن کے پلاٹ نمبر ۵/۱ ، ۶/۱ ، واقع محلہ دار العلوم جنوبی، ربوہ سب ورثاء کے نام منتقل کئے جائیں جن کی تفصیل یہ ہے :-

۱۔ حبیب اللہ صاحب چوہدری (پسر)
۲۔ بشریٰ قمر صاحبہ (بیٹی)
۳۔ رشیدہ احمد صاحبہ (〃)
۴۔ ریحانہ منور صاحبہ (〃)
۵۔ لبنیٰ نصرت صاحبہ (〃)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس دن کے اندر دفتر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

بقیہ: ص۶ سے آگے

جنوری تک منعقد ہو گی۔

○ ڈویژنل والی بال چیمپئن شپ ۱۲ مارچ سے شروع ہو گی اور یہ ۱۵ مارچ تک عتیق سٹیڈیم میں جاری رہے گی۔

○ ضلع شیخوپورہ میں منعقد ہونے والی ۳۲ ویں آل پنجاب جونیئر سپورٹس گرلز انڈر ۱۲ چیمپئن شپ کے مقابلے ختم ہو گئے ہیں اور اس چیمپئن شپ میں ایتھلیٹکس کے چار ایونٹ تھے جن میں پنجاب بھر کے زنانہ سکولوں کی ۱۲ سال سے کم عمر کی سلیکٹڈ ایتھلیٹکس طالبات نے حصہ لیا جن میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول خورشید آباد مظفر گڑھ کی اتھلیٹ سائرہ فضل نے ۵۰ میٹر، ۱۰۰ میٹر، لانگ جمپ اور ہائی جمپ میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے چار گولڈ میڈل حاصل کئے اور پنجاب کی بہترین اتھلیٹ قرار پائیں۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

گر جا جانے سے روایات پامال ہوتی ہیں اور دستوری طور پر ریاست اور مذہب کو جو الگ الگ کیا گیا ہے پر بھی زد پڑتی ہے یہ کمیٹی اگست میں اس تقریب سے پہلے پہلے فیصلہ سنا دے گی۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

خرابی کو ختم کرنے کے لئے سوالات کی نوعیت بدلنی ہو گی۔ سوالات اگر معروضی ہوں اور اتنے زیادہ کہ امیدوار سر نہ اٹھا سکے یعنی ایک گھنٹہ میں تقریباً پچاس سوال۔ معروضی سوالات کے متعلق بھی بعض خدشات کا اظہار کریں گے۔ یعنی ایسے پرچے میں نقل آسان ہے۔ اور وہ اسطرح کہ ایک نالائق دوسرے نالائق طالب علم سے جواب (جو محض A.B.C. پر نشان لگانا ہوتا ہے) پوچھ سکتا ہے۔ مگر اس خرابی کا علاج بھی ممکن ہے یہاں ہم کمپیوٹر سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ کمپیوٹر کو حکم دیں کہ پچاس سوال تو وہی رہیں مگر اُن کو سات مختلف ترتیبوں میں رکھ دے یعنی وہی سوال ایک پرچے میں تو ساتواں سوال ہو اور دوسرے میں چوتھا۔ اس طرح سات پرچے تیار ہو جائیں گے۔ پرچہ تو ایک ہی ہو گا مگر ہر پرچے میں سوالات کی ترتیب مختلف ہو گی جس سے آگے پیچھے والے طالب علم سے مشورہ بے سود ہو گا۔ اس ترکیب سے معروضی پرچہ جات کی خرابی دور ہو جائے گی۔

اس سسٹم میں ایک اور خرابی یہ ہے کہ ممتحن نو جوہ آسکی۔ نوے فی صد بلکہ اس سے بھی زیادہ نمبر دے جاتا ہے۔ اب اگر کم محنتی طالب علم اپنی سفارش یا پیسہ کے زور پر ۸۵ فی صد نمبر لے گیا تو اُسے میڈیکل کالج میں داخلہ یقینی ہو گیا۔ دوسری جانب ایک محنتی طالب علم نے محض اپنی محنت پر انحصار کیا مگر وہ داخلہ کے کم سے کم معیار سے بھی کم نمبر لے سکا۔ یہ سراسر ناانصافی ہے کہ بے شمار غلط کار طلباء کی غلط اپروچ کے نتیجہ میں معیار اتنا بڑھ گیا ہے کہ امتحان سے پہلے محنت کرنے والے تو پیچھے رہ گئے مگر امتحان کے بعد زور لگانے والے اپنی مرضی کا داخلہ لینے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سلسلہ میں یہ کیا جا سکتا ہے کہ سائنس کے طالب علموں کی کاپیوں پر دو کور چڑھا دیئے جائیں۔ یہ پہلے ایک ممتحن کے پاس جائیں جو ہر سوال کے نمبر باہر کے کور پر دے۔ اب اسی کاپی کو پہلا کور اتار کے دوسرے ممتحن کے پاس بھیجا جائے اور وہ دوسرے کور پر نمبر لگائے۔ صدر ممتحن ان دونوں کا جائزہ لے۔ اگر تو فرق کم ہو تو ان کی اوسط نکال لے۔ اور اگر زیادہ ہو تو خود اس پرچہ کو ملاحظہ کرے اس قسم کے چیک سے وہ خرابی جو مابعد از امتحان ہوتی ہے کم ہو جائیگی

بہر حال امتحانات سے متعلق پریشان کن خبریں اگر ارباب اختیار میں صحیح سوچ کی محرک ہو جائیں تو یہ ممکن ہے کہ ان خرابیوں کا کسی حد تک مداوا ہو جائے۔ یہ کہنا غلط ہو گا کہ معاملہ ہاتھوں سے نکل چکا ہے صرف اتنا ہے کہ ہم امتحانوں کے متعلق سیمینار تو منعقد کر لیتے ہیں۔ تقریریں بڑی اچھی ہو جاتی ہیں لیکن وہ عملی اقدام جو اس صورت حال کے متقاضی ہیں نہ سوچتے ہیں نہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا ہو جائے تو پھر اتنی وحشت ناک خبریں پڑھنے کو نہیں ملیں گی۔

بقیہ: ص۳ سے آگے

ہاتھ پڑ جائے تو اسے بھی بیل دیتا ہے۔ خواہ کوئی کتنی ہی توبہ کرے اُس کا حکم اٹل ہوتا ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ اُس کی دشمنی ترک کر کے اس کی دوستی کا اختیار کرنا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

شاید اس جگہ کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ اگر اسی طرح پیشگوئیاں بدل جاویں تو ان کی سچائی کا کیا ثبوت ہو۔ پھر کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ یہ سب ڈھکوسلا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو پیشگوئیاں مخفی اسباب پر دلالت کرتی ہیں یعنی ان میں ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں جن کے اسباب ظاہر میں موجود نہیں ہوتے اور قیاس اور ظن اُنہی باتوں میں چلتا ہے جن کے اسباب ظاہر ہوں۔ مثلاً ایک شخص بیمار ہو اور اس کی نسبت یہ بتایا جائے کہ وہ مر جائے گا۔ تو اس میں قیاس کا دخل ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسی خبر دی جائے جس کے اسباب ہی موجود نہ ہوں اور پھر اُس کے آثار ظاہر ہو جائیں۔ تو پھر خواہ وہ ٹل ہی جائے اسے قیاسی خبر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اس کے ایک حصہ نے اس کے دوسرے حصہ کی صداقت پر مُہر لگا دی ہے۔ پس باوجود پیشگوئیوں کے ٹلنے کے ان کی صداقت میں شبہ پیدا نہیں ہو سکتا اور وہ پھر بھی دنیا کی ہدایت کے لئے کافی ہوتی ہیں۔

دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ انذاری پیشگوئیاں تو اکثر دشمنوں کے لئے ہوتی ہیں اور دشمن بالعموم ضدی اور اپنے خصم پر تمسخر اڑانے والا ہوتا ہے اور اس کے قبل از وقت ڈرانے سے بہت کم فائدہ اٹھاتا ہے۔ ایسے تو بہت ہی کم ہوتے ہیں جو انذار سے فائدہ اٹھائیں اور ان پر سے عذاب ٹل جائے۔ پس مثلاً پانچ یا دس فی صدی انذاری پیشگوئیوں کے ٹل جانے سے کس طرح شبہ پڑ سکتا ہے جب کہ اس کے بالمقابل تمام کی تمام وعدہ والی پیشگوئیاں اور نوے یا پچانوے فیصدی انذاری پیشگوئیاں پوری ہو کر روزِ روشن کی طرح اس پیشگوئی کرنے والے کی صداقت کی تصدیق کر رہی ہوتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افغانستان ــــ گفت و شنید

افغان انٹرم گورنمنٹ کے صدر مسٹر صبغت اللہ مجددی نے پاکستان کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا ہے کہ اسکی موجودہ پالیسی افغانیوں کے لئے زیادہ مفید نہیں ہے۔ اب اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے افغان گورنمنٹ نے کہا ہے کہ یہ بیان بالکل صحیح سمت میں ہے اور درست ہے۔ کراچی میں قونصلیٹ جنرل افغانستان نے ایک بیان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اور ایران میں مقیم مجاہدین اور ڈاکٹر نجیب اللہ کی مشہد میں ایرانی حکومت سے گفت و شنید مثبت اقدام ہے اور بارہ سالہ تنازعہ کو نمٹانے کیلئے یہ صحیح سمت میں قدم اٹھائے گئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف ڈاکٹر نجیب اللہ بلکہ مجاہدین کے میانہ رو لیڈر بھی یہی چاہتے ہیں کہ جنگ میں اپنے آدمیوں کو ضائع کرنے کی بجائے زیادہ مناسب یہ ہے کہ گفت و شنید سے تمام معاملات حل کئے جائیں تمام وہ باتیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس تنازعہ سے تعلق رکھتی ہیں اگر باہم مل بیٹھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ کوئی ایسا حل تلاش نہ کریں جو سب کو قابل قبول ہو۔ آخر ۱۲ سال کی جدوجہد اور ایک رنگ میں جنگ نے کسی کو کیا دیا اکثر یہ سننے میں آتا رہا ہے کہ مجاہدین پوری طرح کامیاب ہونے والے ہیں۔ لیکن اگر بار بار یہ کہا جائے کہ اب پوری طرح کامیاب ہونے والے ہیں تو ہمیشہ اسکا مطلب یہی نکل سکتا ہے کہ دراصل وہ کامیابی کے قریب نہیں پہنچے۔ اب دنیا میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کی وجہ سے سپر طاقتوں نے بھی علاقائی تنازعوں میں دلچسپی لینی یا چھوڑ دی ہے یا کم کر دی ہے۔ اور وہ یہی چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح یہ تنازعے حل ہو جائیں۔ تاکہ ان علاقوں میں بھی امن ہو اور ان کی جان بھی اس مخمصے سے چھوٹے۔ اسی لئے وہ خود بھی اب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تنازعے گفت و شنید سے حل ہونے چاہئیں۔

الفضل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہیئے۔ آپکے خیالات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیرِ اعظم امن مشن کے سلسلہ میں ایران روانہ ہو گئے ہیں۔ وہ ترکی شام اور مصر بھی جائیں گے۔

○ جماعت اسلامی کے امیر نے کہا ہے کہ وزیرِ اعظم کی نشری تقریرِ خلیج کے مسئلہ پر حقائق اور عوامی خواہشات کی عکاسی نہیں کرتی۔

○ ریاض میں مقیم ایک پاکستانی شیر زمان عراقی میزائیل کے حملہ میں زخمی ہوا ہے۔ اس کے سر میں زخم آئے ہیں۔

○ لاہور۔ فیصل آباد۔ پشاور۔ راولپنڈی اور ملک کے تمام بڑے بڑے شہروں میں عراق کی حمایت میں جلوسوں اور مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔

○ سندھ ہائی کورٹ نے مسلم کمرشل بنک کی فروخت کے خلاف حکمِ امتناعی جاری کر دیا ہے۔

○ لاہور پولیس نے دہشت گردوں کا ایک گروہ گرفتار کر کے ان سے ۴۴، راکٹ لانچر متعدد کلاشنکوفیں اور دوسرا اسلحہ برآمد کر لیا ہے۔ ملزموں میں سے دو ایم اے پاس اور ایک سابقہ جی۔ ڈی پائلٹ ہے۔

○ اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ نے سب ڈویژن چنیوٹ کے تمام تعلیمی ادارے تاحکم ثانی بند کرنے کا حکم دیا ہے۔ تاہم میٹرک کے امتحان جاری رہیں گے۔

○ سینیٹ کے رکن شیخ محمد علی جو ایک سندھی اخبار کے مینجنگ ایڈیٹر بھی تھے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

○ لاہور کے ایک ۶۳، سالہ شخص حاجی محمد بشیر کو اغوا کرنے والوں نے ۲۵ لاکھ روپے تاوان کا مطالبہ کیا ہے۔

○ چیچہ وطنی کے قریب تین افراد کو گرفتار کیا گیا ہے جو دریائے راوی میں زہر ملا کر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔

○ معلوم ہوا ہے کہ خلیج کی صورتِ حال پر بحث کے لئے ۲۷ یا ۲۸ جنوری کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا جائے گا۔

○ مظفر گڑھ سے ساٹھ کلومیٹر دور چوک منڈا کے قریب ملتان سے میانوالی جانے والی ایک فلائنگ کوچ ٹرالر سے ٹکرا گئی جس کے نتیجہ میں کوچ کے ڈرائیور اور کنڈکٹر سمیت سات افراد ہلاک اور ۱۸، شدید زخمی ہو گئے۔

غیر ملکی خبریں

○ اتحادی فوجوں نے بصرہ اور بغداد پر شدید فضائی اور زمینی حملے کئے ہیں۔ ریڈیو تہران کے مطابق اسرائیلی طیاروں نے بھی ترکی کے اڈوں سے اڑ کر عراق پر بمباری کی ہے۔

○ عراق نے ریاض اور دہران پر پھر میزائلوں سے حملہ کیا ہے۔ امریکی ذرائع کے مطابق ان حملوں کو پیٹریاٹ میزائلوں سے روک کر تباہ کر دیا گیا۔ لیکن بی بی سی نے بتایا ہے کہ ان میں سے تین میزائل نشانے پر لگے ہیں۔

○ عراق نے اتحادیوں کے تیرہ مزید طیارے گرانے کا اعلان کیا ہے۔

○ صدر صدام حسین نے کہا ہے کہ ہم نے اپنی فوجی قوت کا ابھی محض چھوٹا سا حصہ استعمال کیا ہے جب عراق جوابی کارروائی کرے گا تو کافروں کی لاشیں گنتی میں نہیں آ سکیں گی۔

○ صدر بش نے عراق کے اس اعلان پر سخت تنقید کی ہے کہ اتحادی فوجوں کے گرفتار ہونے والے پائلٹوں کو دفاعی اہمیت کی تنصیبات کے قریب رکھا جائے گا۔ عراقی نمائندہ نے کہا ہے کہ اگر امریکہ شہری علاقوں پر بمباری نہ کرے تو ہم بھی قیدیوں کے بارے میں قوانین پر عمل کریں گے۔

○ چین نے جاپان کو خبردار کیا ہے کہ وہ خلیج کی جنگ میں حصہ لینے سے باز رہے

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے ایک پولیس چوکی پر راکٹوں سے حملہ کیا متعدد شہروں سے جھڑپوں کی اطلاع ملی ہے۔

بیکار نہ رہیئے **نوٹس داخلہ** **ہُنر سیکھئے**

قائم شدہ ۱۹۷۸ء

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ منظور شدہ

فون ۵۹۲

AFFILIATED WITH PUNJAB BOARD OF TECHNICAL EDUCATION - LAHORE

ادارہ ہذا میں الیکٹریشن اور ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ ٹریڈز میں ٹیکنیکل بورڈ کے سلیبس کے مطابق مدت ۶ ماہ کے کورسز میں فنی تربیت دی جاتی ہے۔ امتحان ٹیکنیکل بورڈ خود ہی لیتا ہے اور وہی کامیاب طلباء کو سرٹیفکیٹس جاری کرتا ہے۔ داخلہ کے لئے تعلیمی قابلیت مڈل/میٹرک ہے۔ ادارہ کے رزلٹس اکثر سو فیصد ہی ہوتے ہیں۔ جون ۹۰ء میں منعقد ہونے والے امتحان میں جو لاہور میں ہوا تھا۔ اس میں ادارہ کا ایک طالب علم حفیظ احمد رولنمبر ۵۵۹ الیکٹریشن ٹریڈ کے امتحان میں ۳۵۰/۳۰۰ نمبر حاصل کر کے پنجاب بھر میں اوّل رہا۔ اور دونوں ٹریڈز کا رزلٹ بھی سو فیصد رہا۔ ادارہ کے سربراہ اور انسٹرکٹر پاک فضائیہ سے ریٹائرڈ ہیں۔ آسٹریلیا اور امریکہ میں فنی تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ اور کوالیفائیڈ ٹیکنیکل ٹیچر ہیں۔ پاک فضائیہ کے علاوہ ایرانی فضائیہ میں بھی فنی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

★ **کلاسیں ۹۱-۲-۲ سے شروع ہونگی**

بیکار نوجوانوں کو ہُنر سیکھنا چاہیئے۔ اور ربوہ میں گورنمنٹ آف پنجاب کے ایکٹ مجریہ ۱۹۷۸ء کے مطابق منظور شدہ فنی ادارہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پریکٹیکلز تھیوری سمجھا کر کروائے جاتے ہیں۔ لیبارٹریز جدید سامان سے آراستہ ہیں۔